رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۶۹۲

فون نمبر ۳۰۰۱

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

ہفت روزہ

المنبر

لائل پور

رئیس التحریر: عبدالرحیم اشرف

زرِ تبادلہ
بشمول ماہوار ایڈیشن
بارہ روپے

فی پرچہ
۲۵ پیسے

استاذ سید البہی الخولی
[illegible]

داعی الی اللہ کی صفت

(۱)

عالم اسلام کی عظیم دینی شخصیت الاستاذ السید البہی الخولی (شیخ الاستاذ حسن البناء شہید [illegible]) مرحوم ہیں۔ آپ کی عظیم تالیف "تذکرۃ الدعاۃ" دعوت و تبلیغ کیلئے نہایت مفید کتاب ہے اس کا ترجمہ مولانا عبد الغفار حسن صدر شعبۂ علوم الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ نے کیا ہے۔ اس کتاب کی عظمت و اہمیت اپنے عنوان اور مؤلف کے لحاظ سے ہی مسلّم تھی کہ کتاب کا دیباچہ شیخ حسن البناء شہید نے لکھا اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ ترجمہ مولانا عبد الغفار حسن ایسے جید عالم دین نے کیا۔ (ادارہ)

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ ومن والاہ۔

میرے چند دوست عرصہ سے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ دعوتی و تبلیغی نقطۂ نظر سے ایک ایسی کتاب لکھوں جس میں داعی الی اللہ کی صفات بیان کرنے کے لئے مفید ہدایات درج ہوں۔ ان دوستوں نے اپنے لئے "تذکرۃ الدعاۃ" کا نام منتخب کیا تھا۔ میں اپنی کم علمی اور بے مائیگی کو دیکھتے ہوئے اس کام کا بیڑا اٹھانے سے گریز کرتا رہا لیکن یہ سوچتے ہوئے آخر کار میں اپنے دوستوں کی طرح حسن ظن سے کام لوں اس عظیم کام کو اپنے سر اٹھا لیا۔

آج میں چند خیالات کا یہ مجموعہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مستحق تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ طبیعت کو آمادہ کیا اور [illegible] کا موقع دیا۔

میں ہر اس قاری سے معذرت خواہ ہوں کہ جسے اس میں [illegible] امید ہے کہ قارئین کرام میری لغزشوں پر مجھے معاف فرمائیں گے اور میری کسی کمزوری کو قابل التفات نہیں سمجھیں گے۔

○ خطابت کیلئے نہیں!

یہاں میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ [illegible] خطابت کے فنی قواعد پر بحث نہیں کی گئی [illegible]

[illegible]

○ داعی اور خطیب کا فرق!

[illegible]

وہ اپنی مخلصانہ نصیحتوں سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیتا ہے۔ داعی ایک طبیب بھی ہے جس کا کام [illegible] امراض کا علاج اور معاشرے کے بگاڑ کی اصلاح کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک ناقد بھی ہے اور بصیر بھی۔ اس کی تمام زندگی صرف اصلاح پر موقوف ہوتی ہے۔ وہ ایک اچھا ساتھی بھی ہے اور ہمدرد دوست بھی، خواہ امیر ہو یا فقیر، بڑا ہو یا چھوٹا، ہر شخص اس کا بھائی ہے۔ [illegible] پیکر محبت اور اخلاص [illegible] بنا دیتی ہیں۔ رحمت و شفقت اس کی آنکھوں سے جھلکتی ہے اور غمخواری و ہمدردی اس کی ایک ایک ادا سے ظاہر ہوتی ہے۔

ایک داعی اپنے حدود میں ایک قائد، اپنے ماحول میں ایک سیاستدان اور اپنے ہم مسلک ساتھیوں میں ایک لیڈر کی حیثیت رکھتا ہے۔ خطابت میں اور تمام چیزوں کے سامنے کی جگہ کہاں؟

میں یہ کہتے ہوئے خطابت کی اہمیت سے چشم پوشی نہیں کر رہا بلکہ میں ایک داعی کی صفات بیان کرتے ہوئے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ [illegible] گفتگو کا مرکز و محور دعاۃ الی اللہ ہیں نہ کہ خطباء۔

○ روحانی وادیاں

[illegible] دعوت [illegible] دعوت ہے [illegible] دعوت [illegible] اس کی ذات ہے۔

[illegible] قارئین کرام اس کتاب کو پڑھتے وقت اپنے آپ کو [illegible]

[illegible] کوئی میدان نہیں مار سکی۔

اگر میں نے اس کتاب کے بعض ابواب میں قارئین کرام کو روحانیت سے سرشار [illegible] میں لے جانے کی کوشش کی ہے [illegible]

اصلاح کے میدان [illegible] جو خوش نصیب اپنی فطرت کے اسرار کو پا لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں [illegible] حق اس کے سامنے آشکارا ہو گیا اور اس نے اپنے نفس کو [illegible] بچانے والی [illegible] کی راہ دیکھ لی [illegible] درحقیقت اسی وقت اس پیغام کو نظریاتی زندگی سے عملی زندگی پر [illegible]

○ شطابت اور خطابت

اس کے بعد بھی اگر آپ کو اس کتاب میں ایسی خطابت کے نمونے ملیں [illegible] سیاسی اور انتخابی ہنگاموں [illegible] سرکاری و غیر سرکاری شخصیتوں [illegible]

[illegible]

ہفت روزہ المنبر لائلپور

جلد ۱۲ | ۲ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۶۸ء | شمارہ ۳۶

ثقافتی طائفے، اصلاح معاشرہ اور خدا کا عذاب

ایک خبر تو یہ ہے کہ قومی عوامی جمہوریہ چین کا ۳۵ ممبروں کا ایک ثقافتی طائفہ ۱۰ جنوری کو پاکستان کے تین ہفتے کے دورے پر پاکستان آرہا ہے (اب آچکا ہے)۔ ثقافتی طائفہ ۲۹ مردوں اور ۵ عورتوں پر مشتمل ہوگا جن میں لوک گیت کے موسیقار اور رقاصائیں شامل ہوں گی۔ مرکزی وزارت تعلیم کے مرتب کردہ پروگرام کے مطابق یہ طائفہ [illegible] کراچی، پشاور، راولپنڈی، لاہور، ڈھاکہ اور چٹاگانگ میں پندرہ بار اپنے فن کا مظاہرہ کرے گا۔

دوسری خبر میں بتایا گیا ہے کہ ۲۶ ممبروں پر مشتمل شام کا ایک ثقافتی طائفہ کراچی پہنچ گیا ہے۔ اس طائفہ میں ۱۰ فنکار لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ یہ طائفہ آرٹس کونسل کے تحت اپنے فن کا مظاہرہ کرے گا۔

اسی سلسلہ کی دو اور خبریں بھی ملاحظہ ہوں:

ملتان: جشن ملتان مارچ میں منایا جائے گا۔ ڈپٹی کمشنر ملتان کے زیر صدارت اجلاس میں جشن ملتان منانے کے لئے ایک رنگا رنگ پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ گورنر مغربی پاکستان نے جلسہ میں شرکت کی دعوت قبول کر لی ہے۔

لاہور: [illegible] مقامی موسیقاروں کے اجتماع میں "راگنی" کے نام سے ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ گروپ کے تمام ارکان [illegible] گریجویٹ ہیں اور انہیں موسیقی کی مختلف اصناف کا خاصا تجربہ ہے۔ اس گروپ کا مقصد پاکستانی موسیقی کو جدید انداز میں پیش کرنا ہے۔ یہ گروپ اپنا پہلا پروگرام [illegible] وفد کے اعزاز میں پیش کرے گا جو ۹ فروری کو لاہور پہنچ رہا ہے۔

بیرون پاکستان سے پاکستان کے دوست ملک چین اور پاکستان کے ہم مذہب اور برادر ملک شام سے دو طائفے اور اندرون ملک کی [illegible] ثقافتی انجمنیں، ان کی پذیرائی، ان کے رقص و سرود اور مجالس موسیقی [illegible] زیادہ [illegible] کے مواقع بھی ہم پیدا کر رہے ہیں اور مستقل طور پر فنون لطیفہ اور رنگا رنگ پروگراموں کو ملک میں عام کرنے کیلئے [illegible] اقتصادی [illegible] مسائل [illegible] ملک کے [illegible] اصلاح معاشرہ کے کام [illegible] میدان میں نکل آئیں [illegible] اصحاب اقتدار سے ہمیں یہ سوال کرنا ہے کہ

(۱) کیا قرآنی تعلیمات اور اسوۂ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رقص و سرود، مرد و زن کے بے محابا اختلاط اور مجالس موسیقی کے مابین کوئی تضاد ہے یا نہیں؟

(۲) اگر قرآن یہ کہتا ہے کہ مرد و زن کا اختلاط [illegible] عورتوں کا پردے [illegible] احکام سے انحراف کے مترادف ہے — اور قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ پچھلی امتوں پر [illegible] عذاب [illegible] صفحۂ ہستی سے ناپید ہو گئیں [illegible] اس قسم کی بے حیائی [illegible] کی دعوت دے رہے ہیں جو ثقافت کے نام پر [illegible] قوم لوط [illegible] عام کر رہے ہیں — آپ ہی سوچنا چاہئے کہ اس دنیا میں ہمارا انجام کیا ہوگا اور جب ہم روز حشر [illegible] آئیں [illegible] احکم الحاکمین کے اس ارشاد کو بھی سامنے رکھئے:

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والآخرة والله یعلم وانتم لا تعلمون (النور)

جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی اشاعت ہو ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت دونوں میں، تم [illegible] اللہ اس سے آگاہ ہے!

[illegible] قرآن [illegible] رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خطابات فرماتے ہیں — اور [illegible] ثقافتی طائفوں کے پروگرام مرتب فرماتے ہیں، لڑکیوں کے رقص و سرود کا اہتمام بھی کرتے ہیں [illegible] دستور [illegible] قرآن و سنت کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں — [illegible] حساب نہیں ہوگا — اگر حضرات [illegible] سوال بہرحال سننا ہوگا کہ

تم نے [illegible] اصلاح کے تمام بلند دعوے [illegible] بے حیائی [illegible] دستور کے عہد کو توڑنے اور [illegible] عذاب [illegible] کیوں نہ چلایا جائے؟

مذہب کے نام پر قتل

متعدد دوسرے واقعات کی طرح ضلع جھنگ [illegible] ایک حافظ قرآن کو [illegible] قتل [illegible] اور [illegible] قتل ہوگئے۔

[illegible] پاکستان میں مذہبی اختلافات [illegible] جھنگ میں ہوا ہے۔

[illegible] پاکستان [illegible] مذہب کے نام پر قتل [illegible]

مذہب کی تعبیر کے وہ اختلافات جن میں وہ اصول مسلم ہوں [illegible] اللہ تعالیٰ کی توحید [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کا کلی انقطاع [illegible] ایک دوسرے کا احترام [illegible] ایک شخص [illegible] اور کوئی شخص حضور پر سلسلہ نبوت کے انقطاع [illegible] آپ کے بعد کسی [illegible] مسلمان کو [illegible] جان و مال اور عزت و آبرو پر حملہ کرے۔

پاکستان میں بعض مذہبی عناصر جو ایک دوسرے کے خلاف ایسی نفرت انگیزی کر رہے ہیں جن کا لازمی اثر قسم کے اقدامات قتل ہیں وہ ایسے واقعات کے براہ راست ذمہ دار ہیں۔ اگر وہ اس شنیع فعل [illegible] مذہب [illegible] باز نہیں رہتے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں راہ راست پر لائے — وہ خدا کے قانون کا مطالعہ تو ان کی نگاہ میں [illegible] واقعہ [illegible] تعصب [illegible] ہیں جو مذہبی اختلافات کی بنا پر قتل و غارت کا سبب بنتے ہیں۔ قیامت کے دن یہ بطور قاتل [illegible] محشر کے حضور پیش ہوں گے۔

زر تعاون

[illegible]

اگر کل یہی سوال دوسرے زمانے میں ملک اور اسی طرح دوسرے مسلم دشمن ممالک کے علاوہ دین سے بھی ہوگا کہ تم نے یوں ہمارے حبیب کی امت کو گمراہ ہوتے دیکھا اور تم یہ تماشہ کرتے رہے کہ ہماری حدود تمہاری آنکھوں کے سامنے پامال کی گئیں، لیکن تم آپس میں الجھتے اور لڑتے رہے یا پھر ذاتی مفادات کے حصول ہی میں مصروف رہے ۔۔۔ کیا تم بھی اور ہمارے عظیم رسول سے غداری کے مرتکب نہیں ہوئے ہو ۔۔۔؟

اور پھر اسلامی ریسرچ کونسل، اسلامی مشاورتی کونسل اور دوسرے ان اداروں کے ارباب اختیار سے بھی سوال ہوگا کہ تم چپ تو رہے اسلام کے نام پر تنخواہوں سے لیکن تم نے اسلام پر کئے گئے حملوں کو دیکھے اور ٹس سے مس نہ ہوئے، بتاؤ تمہیں آج کیوں نہ ان لوگوں کے زمرہ میں شریک کیا جائے جو خلاف مملکت الہیہ سازشوں میں شریک ہیں اور جن کے تشخص اور تحریر کو صدود مملکت میں در آنے سے روکنے کے بجائے اس کے ہم قریب جاتے ہیں۔

اگر اسی طرح ہم تمام صحافیوں، مفکروں، ادیبوں، شاعروں، خطیبوں، ائمہ اور عام مسلمانوں سے بھی اسی نوع کے سوالات ہونگے اور ہر ایک کی نجات کا دارومدار انہی سوالات کے جواب دینے پر ہوگا۔

کیا ہم آج اس کو پیش آنے والے مسلسل سوالات کو سامنے رکھ کر اپنے طرز عمل کی اصلاح پر آمادہ ہیں ۔۔۔ یا ہم اس کے منتظر ہیں کہ ہمیں اسی دنیا میں جو انجام عاد، ثمود، قوم صالح، قوم لوط اور قوم ہود کا ہوا، وہی انجام ہمارا ہو اور کل ہم خزی کے ساتھ اٹھائے جائیں ۔۔۔ ؟؟؟

مولانا منظور احمد اور قادیانی

قادیانی امت مسلمانوں کو دعوت دیتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کو وقت کا نبی تسلیم کریں۔ اگر وہ ایمان لے آئیں گے تو ان کا اسلام معتبر ہوگا اور اگر وہ مرزا غلام احمد کو صادق نبی تسلیم نہ کریں تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہوں گے۔

قادیانی امت کی اس دعوت کا جواب مسلمان یہ دیتے ہیں کہ خداوند ذوالجلال نے نبوت کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور حضور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سلسلے کو ختم کر دیا۔ حضور قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کذاب کا خطاب دیا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت کو اس کے جھوٹے امتیوں کے ہمراہ جہنم رسید کیا۔ اس کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ سلسلہ مسیلمی کا ایک فرد ہے۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین یہ نزاع ستر برس سے جاری ہے اور جب تک قادیانی امت موجود ہے یہ نزاع جاری رہیگا۔ مرزا غلام احمد نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء کو مخاطب کیا۔ انہیں اپنی نبوت تسلیم کرنے کی دعوت دی اور یہ بھی کہا کہ کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا (ہر مسلمان میرے دعویٰ کو قبول کرے گا اور میری تصدیق کرے گا بجز ان کے جو بدکار عورتوں کی اولاد ہیں) اور جن لوگوں نے مرزا غلام احمد کے دعوے کے ابطال میں سرگرمی کا مظاہرہ کیا ان کے بارے میں مرزا غلام احمد نے فرمایا: ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا ونساءہم من دونہن الاکلب (میرے دشمن جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں) اس کے ساتھ مرزا غلام احمد نے متعدد بار اپنے مخالف علماء کو

"مباہلہ" کی دعوت دی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اور ان کے مخالف علماء ایک میدان میں جمع ہو کر خدا کے حضور سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اس پر عذاب نازل ہو ۔۔۔ "مباہلہ" کی اس دعوت اور اس کے انجام ونتائج کی بحث دلچسپ بھی ہے اور طویل بھی اور نفس مباہلہ کے سلسلے میں بھی بعض اہم پہلو قابل توجہ ہیں، ان کی تفصیل یہ موقع نہیں ...... اسی دعوت مباہلہ کا ایک حصہ یہ ہے کہ مولانا منظور احمد (چنیوٹ) نے آنجہانی مرزا محمود احمد کو ان کی زندگی میں دعوت مباہلہ دی، جو انہوں نے منظور نہ کی تب سے اب تک مولانا منظور احمد ہر سال اس دعوت کی تجدید کرتے ہیں۔

ظاہر ہے جب قادیانی حضرات مسلسل مرزا غلام احمد کی نبوت کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ تمام کتابیں، رسائل، پمفلٹ اور منظومات مسلسل شائع کر رہے ہیں جن میں امت مسلمہ کے علماء کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔ تو مسلمان علماء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قادیانیوں کے اس چیلنج کا جواب بھی دیں اور خود بھی انہیں مباہلہ کی دعوت دیں ۔۔۔ مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ قادیانیوں کو اس دعوت کے اعادہ کی کھلی چھٹی ہے لیکن جو لوگ اس کا جواب دیتے ہیں ان پر خلاف امن سرگرمیوں کا الزام عائد کر کے ان پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔

ایسا ہی ایک اقدام اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ ایک مقامی روزنامہ کی اطلاع کے مطابق "ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے ناظم جامعہ عربیہ چنیوٹ مولانا منظور احمد کو ایک حکم کے ذریعہ انتباہ کیا ہے کہ وہ تین ماہ تک کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو امن عامہ کے منافی ہو۔"

ہم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب جھنگ سے عرض کریں گے کہ وہ براہ کرم اپنے ضلع کے قصبہ "ربوہ" سے شائع ہونے والی کتب، اہل ربوہ کی تقریروں اور اسی ضلع میں ان کی دوسری سرگرمیوں کا بھی جائزہ لیں اور اگر ممکن ہو تو وہ اس کی تحقیق بھی فرمائیں کہ کیا کبھی اور متعدد بار ایسا بھی ہوا ہے کہ ربوہ کے حکمرانوں نے بعض اشخاص کا بائیکاٹ کیا اور بعض کا داخلہ حدود ربوہ میں بند کیا اور حالانکہ یہ لوگ نہ اپنے رشتہ داروں سے مل سکتے ہیں اور نہ مملکت ربوہ کی حدود میں داخل ہو سکتے ہیں؟ ۔۔۔ اگر یہ اطلاعات درست ہیں تو انہیں غور فرمانا ہوگا کہ چنیوٹ کے ایک غریب مولانا اور ربوہ کے "امیر المومنین" اور ان کے قاہرانہ نظام سے سلوک میں تفاوت کی وجہ جو کچھ بھی ہو اس تضاد کا اثر ملک کے عام باشندوں کے ذہنوں پر کیا مرتب ہوگا اور بالآخر حکومت کے بارے میں عوامی احساسات کیا ہوں گے؟

میڈیکل اور طبیہ کالج
وزارت صحت اور طبی بورڈ متوجہ ہو

اسلام آباد سے جاری ہونے والے ایک اعلان کے مطابق کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان کی ممبرشپ اور فیلوشپ کے امتحانات کے لئے کئی میڈیکل کالجوں کو ڈاکٹروں کی تربیت کے لئے تسلیم کر لیا گیا ہے ۔۔۔ یہ ایک اچھا اقدام ہے اور اس سے ایلوپیتھی کی تعلیم عام کرنے اور زیادہ سے زیادہ مستند ڈاکٹر تیار کرنے میں سہولت میسر آنے کی توقع ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ طب اسلامی کی بقا اور نئی تعلیم کا ہوا جہاں تک تعلق ہے اس سے سرد مہری سے کام لیا جا رہا ہے۔

گذشتہ سال حکومت پاکستان کے نامزد کردہ طبی بورڈ

کا انکوائری کمیٹی نے ملک کے متعدد نئے طبی کالجوں کا معائنہ کیا تھا اور بورڈ کے اجلاس کے بعد بھی ذمہ داران طبی بورڈ نے اس امر کا اظہار کیا تھا کہ عنقریب ان طبیہ کالجوں کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا جائے گا، جن کی سفارش طبی بورڈ کی انسپکشن ٹیم نے کی ہے، مگر یہ سال گذر گیا اور اب نئے سال کا پہلا مہینہ بھی ختم ہو چکا ہے، ہنوز ملک کے کسی بھی نئے طبی تعلیمی ادارے کی منظوری کی اطلاع نہیں دی گئی۔ جس کا ایک نتیجہ تو یہ برآمد ہو رہا ہے کہ طبی تعلیم حاصل کرنے والے امیدوار ان درسگاہوں میں داخلہ لینے سے متامل ہیں جن کے منظور کئے جانے کی اطلاع طویل مدت کے باوجود نہیں دی گئی ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ طبی ادارے مالی خسارے کے عظیم بار کے سبب چپ چاپ بیٹھ کر اساتذہ کی تنخواہیں ادا ہو رہی ہیں، بلکہ نگرانی کے کرائے ادا کئے جا رہے ہیں، تعلیمی ضروریات کے مصارف ہو رہے ہیں اور معمولی قسم کی آمدنی جو فیسوں کی صورت میں ملتی تھی وہ بھی نہیں ہو رہی اور ان اداروں کا اعتماد بھی متزلزل ہو رہا ہے۔

ہم وزارت صحت اور ذمہ داران طبی بورڈ سے درخواست کریں گے کہ نئے طبی اداروں کی منظوری کا اعلان بلا تاخیر کیا جائے تاکہ فروری مارچ میں داخلے کے اعلانات بروقت ہو سکیں۔ ہم متوقع ہیں کہ اس گزارش پر فی الفور توجہ دی جائے گی۔

آہ چوہدری بہاول خان ناگرہ غفر اللہ لہ

جماعت اسلامی کے ممتاز رکن اور مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر محترم چوہدری بہاول خان صاحب ناگرہ پچھلے ہفتے رحلت فرما گئے۔ چوہدری صاحب ممدوح ایک نیک سیرت مسلمان تھے، عبادات سے شغف، معاشرے کی اصلاح کا جذبہ اور اسلام کی سربلندی کی لگن، ان کی وہ خوبیاں تھیں، جو اختلاف و اتحاد کے ہر عنوان پر قائم تھیں، ان کی وفات بھی قابل رشک ہوئی کہ وہ وفات سے کچھ عرصہ قبل بھی اپنے رفقاء کو اس جانب توجہ دلا رہے تھے کہ رمضان مبارک میں سیرت صادقہ کا جو پروگرام بنایا گیا تھا، رفقاء نے اس پر کس حد تک عمل کیا ہے؟ اس کی رپورٹیں طلب کی جائیں۔

طریق کار، بعض افکار و نظریات اور جماعتی امور سے اختلاف بلاشبہ یہ باتیں بھی اہمیت رکھتی ہیں، اور ان میں مرحوم اور ان کے ہمارے گروہ سے شدید ترین اختلافات اپنی جگہ موجود ہے لیکن اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد ہونے کا رشتہ ہر سبب پر فائق ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی حسنات کو قبول فرمائیں، لغزشوں سے درگذر فرمائیں اور اپنی رحمت کے سائے ان پر دراز فرمائیں۔ آمین۔

عبدالرشید اشرف

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

قسط اول

پہلی جنگ عظیم میں انگریز کی فتح پر ہندوستان کو رولٹ ایکٹ ملا جس سے مسلمانان ہند میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا حادثہ پیش آیا جس سے پورے ملک میں آگ سی لگ گئی۔ انگریز کے ظلم و تشدد کی وجہ سے تمام پنجاب میں عموماً اور امرتسر میں خصوصاً خوف و ہراس طاری تھا۔ اس موقعہ پر ایک ۲۴ سالہ نوجوان اٹھتا ہے اور برطانیہ کی اسلام دشمنی کو بے نقاب کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مسئلہ خلافت کو اس نوجوان نے شہر کے مختلف مقامات پر تقاریر کے ذریعہ پیش کیا ہے کہ مسلم عوام تو درکنار غیر مسلم ہندو اور سکھ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ وقت کی ظالم و جابر حکومت کے مصائب و تشدد سے بے نیاز ہو کر قید و بند کی تکالیف کو سامنے پاتے کے باوجود ان سے نڈر ہو کر اللہ کے بھروسہ پر اپنی اس مہم کو ہر صورت جاری کئے ہوئے ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب بات کرنا بھی جرم تصور ہوتا تھا کہ حکومت وقت جس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ ---- "برطانیہ کی حکومت کا سورج غروب نہیں ہوتا" اور بڑے بڑے سورما سہمے بیٹھے تھے، اس پر آشوب دور میں آزادی وطن کا وہ مجاہد جس نے ملک کے کونہ کونہ میں ایک آگ سی لگا دی تھی مولانا سید داؤد غزنوی تھے۔

مولانا سید داؤد غزنوی ---- بیک وقت ایک کامیاب سیاسی بصیرت کے حامل عظیم قائد، مذہبی مسائل پر گہری نظر رکھنے والے بے مثل خطیب، عظیم منتظم اور مفکر تھے۔ امت مسلمہ کی ہر تکلیف پر ان کی آواز سب سے پہلے بلند ہوتی رہی۔ جب انگریز نے اس برصغیر پر ظلم و تشدد ڈھائے تو سینہ تان کر مقابلہ میں آنے والے عالم اسلام پر یہودیوں کی قتل و غارت کے مظالم کی بجلیاں گرنے پر سب سے پہلے تڑپ اٹھنے والے، ان پر خلوص رہنمائی کر جھیلنے والے ---- مسلمانوں کے درد سے معمور سینہ رکھنے والے یہ ---- مولانا سید داؤد غزنوی تھے۔

انگریز کو اس برصغیر سے نکالنے کی ہر تحریک میں وہ ایک مستعد سپاہی اور مستقل جرنیل کی حیثیت میں آگے بڑھے۔ قید فرنگ میں بار بار سختیاں جھیلنے کے باوجود یہ ولولہ کم نہ ہوا بلکہ مزید بڑھتا ہی گیا ---- یہ مولانا داؤد غزنوی تھے جن کے دم قدم سے قومی زندگی میں حرارت اور ولولہ ظاہر ہوا جاتا تھا۔ مولانا غزنوی ایک ایسی شمع فروزاں تھے جس سے مذہب و سیاست دونوں کے ایوان روشن تھے۔

وہ پنجاب کے علماء میں واحد عالم دین تھے جنہوں نے تحریک خلافت کے زمانہ میں انگریزی حکومت کے خلاف اپنا پرچم کھولا۔ مولانا ہی پہلے شخص تھے جنہوں نے امرتسر میں انگریزی حکومت کے خلاف وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ اور یہ عظیم ترین عزت تاریخ نے ان ہی کے سپرد کی کہ پاک و ہند کے عظیم جری سپوت پاسبان ختم نبوت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کو مجذوبانہ منبر و محراب کے حجرہ سے کھینچ کر جادۂ حریت اور آزادی وطن کے میدان میں لا کھڑا کیا۔ امرتسر کی دینی زندگی میں سیاسی جھلک ڈالنے کی ابتداء انہی کی بدولت ہوئی۔ پنجاب میں علماء کی جنگ آزادی کے پہلے سپہ سالار مولانا سید داؤد غزنوی ہی تھے۔

تحریک عدم تعاون میں زندگی پیدا کرنے والے بھی حضرت سید داؤد غزنوی ہی تھے جن کی بدولت یہ تحریک اپنے عروج کو پہنچی۔

مولانا سید داؤد غزنوی ایسی عظیم المرتبت ہستی اور ان کی قربانیوں کی تفصیل پیش کرنے سے قبل خاندان غزنویہ کی مختصر تاریخ دہرانی ضروری ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ وہ کس خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

مولانا سید داؤد غزنوی مرحوم کے جد امجد حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے ولی اللہ ہوئے ہیں۔ آپ کا نام نامی والدین نے محمد اعظم رکھا تھا لیکن آپ نے اپنا نام محمد اعظم سے بدل کر عبداللہ رکھ لیا اور فرمایا ---- "محمد گرچہ اعظم و افضل مخلوق است اما رسول اللہ است تسمیہ بعبداللہ خوب است" آپ اکثر فارسی میں گفتگو فرمایا کرتے تھے اور آپ کے خطوط و ملفوظات فارسی ہی میں ہیں۔ طبیعت میں سادگی و انکساری بے حد تھی۔ مولانا و مولوی جیسے الفاظ اپنے نام کے ساتھ پسند نہ فرماتے تھے۔ حضرت سید عبداللہ غزنوی سید شاہ و سید اہل الجنۃ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی اولاد سے ہیں۔ خراسان میں آپ کا خاندان سیادت و ولایت میں مشہور تھا۔ آپ کے خاندان کو وہ لوگ اصحاب کرامات سمجھتے تھے۔ آپ کے جد امجد سید محمد غوث، قطب الاولیاء سے ہوئے ہیں۔ سید محمد شریف اپنے وقت کے امام و ولی تھے۔ لاکھوں افراد ان سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کی شخصیت مرجع خلائق تھی۔ حضرت سید محمد شریف کے صاحبزادے یعنی حضرت سید عبداللہ غزنوی کے والد ماجد عابد و زاہد صاحب کرامت میں سے ہوئے ہیں۔

حضرت سید عبداللہ غزنوی کی پیدائش غزنی کے قریب قصبہ بہادر خیل میں سنہ ۱۲۳۰ھ کے آخری عشرہ میں ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی سے علم کا شوق تھا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تحصیل علم سے فارغ ہو گئے۔ بچپن ہی سے آپ کو گوشہ نشینی اور توجہ الی اللہ کا شوق و ذوق تھا۔ اللہ چہرے پر تقویٰ و صالحیت کے آثار نمایاں تھے اس لئے بعض صوفیا اللہ نے آپ کو علماء سو کی مجالس سے دور رہنے اور توجہ الی اللہ کی تلقین فرمائی اور متنبہ کیا کہ یہ علماء سو کی مجالس تمہارے اس نور کو ضائع کر دیں گی جس نور کو ہم تمہارے اندر محسوس کر رہے ہیں۔ وہ ایک وقت میں ظاہر ہو کر رہے گا۔ مشیت ایزدی سے یہ نور ایک دن اوج خراسان پر چمکا اور اپنی نورانی شعاعوں سے ہندوستان کو بھی منور کیا۔ ایام طفولیت کے گذرنے کے بعد شباب کا آغاز ہوا تو آپ کی صلاحیت، تقویٰ اور ذکاوت طبع و جودت فہم کے جوہر روز بروز ملک پر روشن ہونے لگے۔ ایام طفولیت ہی میں اگرچہ آپ کو گوشہ نشینی اور توجہ الی اللہ کا شوق تھا مگر سن شباب شروع ہونے سے یہ ایک کمال شباب کو پہنچا۔

خود فرماتے ہیں :-

"ایک روز مغرب کی نماز کے بعد محض عنایت ایزدی سے ایسا جذبہ غیبی دل پر طاری ہوا کہ تمام ماسویٰ اللہ سے دل خالی ہو کر رب عزوجل کی طرف متوجہ ہو گیا اور یکایک حضور والی یعنی مرتبہ احسان مجھ کو حاصل ہوا جس سے مجھے تمام ماسویٰ اللہ سے نفرت ہو گئی اور تمام مقاصد توکل و قناعت، صبر، رضا، قصر الامل بغیر وسیلہ یا مختلف اشغال صوفیہ کے مجھ کو سب ایک دفعہ ایک ہی وقت میں حاصل ہو گئے۔"

اس کے بعد آپ نے لوگوں سے عام ملاقات میل جول بند کر دیا اور تمام اقارب و احباب کو چھوڑ کر پہاڑ خواجہ بلال پر جہاں کوئی متنفس آباد نہ تھا اقامت فرما ہوئے۔ مگر یہ خلوت تادیر قائم نہ رہ سکی۔ دنیا پہنچ کر وہاں پہنچی اور قدرت جلد خلوت سے جلوت میں لے آئی۔ آپ کی صحبت پاک سے لاتعداد افراد مستفیض ہوئے۔ صوبہ غزنی کے علاوہ قندھار سے ہرات تک کے علماء و مشائخ آپ کی خدمت میں استفادہ کے لئے حاضر ہوئے۔ اس وقت غزنی کی مذہبی حالت یہ تھی کہ خواص و عوام شرک و بدعات و رسوم قبیحہ میں مبتلا تھے اکثر علماء و مشائخ نے ان رسومات کو دین سمجھ رکھا تھا ان حالات میں جبکہ آپ بے حد پریشان و متفکر تھے یہ القا ہوا کہ ان بدعات و رسوم کو سختی سے رد کرو ---- اور خود اتباع کتاب و سنت پر قائم رہو۔ جب آپ کو صحیح بخاری کی ترغیب ہوئی تو آپ کتاب و سنت کے علوم و معارف کی طرف متوجہ ہوئے۔ خدائے تعالیٰ نے آپ کو اس کے لئے عرب و عجم سے نایاب ترین کتب فراہم فرمائیں۔ آپ نے خداداد فہم و جودت طبع اور تعلیم نبوی سے طریقہ علیہ محدثین کو اختیار فرمایا۔

حضرت سید عبداللہ غزنوی نے حدیث کی تفہیم

اس وقت کے محدث کبیر شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے حاصل کی۔

قرآن و سنت کی تفہیم میں آپ ہر مشکل مقام پر وحید العصر فرید الدھر جامع المعقول والمنقول شیخ حبیب اللہ قندھاری قدس اللہ سرہ سے استفادہ فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ خود بھی قندھار تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ کے لئے مولانا حبیب اللہ قندھاری کے پاس قیام فرمایا کیونکہ خراسان میں اس وقت کوئی بھی شیخ کے سوا طریقہ محدثین سے واقف نہ تھا مگر آپ حکام وقت کے ظلم و جبر سے خاموش تھے حضرت عبداللہ غزنوی جب دوبارہ قندھار تشریف لے گئے تو آپ کے حالات سے متعجب ہو کر شیخ حبیب اللہ نے قندھاری علماء کی بھری مجلس میں فرمایا: "مسائل دینیہ علماں کو یہی شخص ہے جو مجھ سے زیادہ فہم"

یہ ملاقات آپ کی شیخ سے آخری ملاقات اور اس آخری ملاقات میں شیخ نے حضرت سید عبداللہ غزنوی سے فرمایا کہ قندھار آپ کے ملک سے بہت دور ہے آپ اتنی مسافت طے کر کے تشریف نہ لایا کریں کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمہارا مربی ہے۔ تمہیں میری کوئی ضرورت نہیں۔ وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اگر آپ کو کوئی مشکل مقام آیا تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائیں گے۔"

آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ نے جو کچھ فرمایا تھا ویسا ہی میرے معاملات میں ہوا۔ اس زمانہ میں قندھار، ہرات، غزنی اور قرب و جوار کے علماء و مشائخ آپ کو صاحب احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ خواص و عوام آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ حلقہ مریدین و محبین بہت وسیع ہو گیا۔ بڑے بڑے امراء و حکام آپ سے شرف نیاز حاصل کرتے۔

حضرت سید عبداللہ غزنوی کی زندگی کے اس قابل رشک و بے مثال پہلو کا ایک دوسرا رخ بھی تھا کہ بدعت پسند علماء سوء اور گدی نشینوں کو یہ ادا پسند نہ آئی۔ عوام میں توحید راسخ ہوتے دیکھ کر وہ سیخ پا ہو گئے۔ چنانچہ وہ حضرت سید عبداللہ غزنوی کی علانیہ مخالفت پر اتر آئے اور ان کے راستہ میں مشکلات کی سنگین دیواریں کھڑی کرنے کی ٹھان لی۔ اس سلسلہ میں والئ افغانستان دوست محمد خاں سے مراسم پیدا کئے اور اسے کہا کہ یہ شخص ہمارے دین کو دشمن اور ہمارے عقائد و مسلک کا مخالف ہے اور اس کا طریقہ عبادت خدا اور رسولؐ کے مقرر کردہ طریقوں سے مختلف ہے۔ اسے راہ راست پر لانے کے لئے ضروری ہے کہ اسے شدید ترین سزائیں دی جائیں۔ چنانچہ دوست محمد خاں نے حضرت سید عبداللہ غزنوی کو دربار میں بلایا اور ان سے نہایت تحقیر آمیز انداز میں گفتگو کی۔ دوران گفتگو افغان فوج کے کمانڈر انچیف سردار محمد خاں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ عبداللہ کو میرے حوالے کر دیا جائے تاکہ میں اس کو توپ کے دہانے پر رکھ کر اڑا دوں۔"

حکومت افغانستان کی طرف سے حضرت سید عبداللہ غزنوی کو اس قدر وحشت ناک سزائیں دی گئیں کہ آپ ملک سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ آپ نے افغانستان کو اس وقت خیرباد کہا جبکہ پولیس اور فوج آپ کے پیچھے پیچھے پھرنے لگی اور حکام نے عرصہ حیات تنگ کرنا شروع کر دیا۔ حضرت سید غزنوی کے افراد کنبہ پہاڑوں کی غاروں میں جا چھپے اور وہاں جا کر اللہ کی عبادت کرتے رہے لیکن سرکاری آدمی وہاں بھی جا پہنچے اور انہیں آرام نہ لینے دیا۔ ان حالات میں حضرت سید عبداللہ غزنوی نے قصد ہجرت فرمایا اور پنجاب کے لئے رخت سفر باندھا۔ آپ کے بارہ فرزند اور ایک صاحبزادی تھی جن میں حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی بھی تھے۔ وہ اس وقت اُنیس برس کے نوجوان تھے۔ یہ مسافران راہ حق سب سے پہلے صوبہ سرحد کی ایک درگاہ کوٹھہ شریف پہنچے وہاں کے سجادہ نشین ان کے حالات سے باخبر تھے اور ان کے اصرار پر یہ سال بھر ان کے مہمان رہے۔ صوبہ سرحد کے پہلے وزیر اعظم نواب سر عبدالقیوم خاں اور ان کے والد حضرت سید عبداللہ غزنوی سے بیعت ہوئے۔ بعد ازاں مسافران حق کا یہ قافلہ دہلی اور مختلف مقامات سے ہوتا ہوا لاہور وارد ہوا اور یہاں چند روز ٹھہرنے کے بعد امرتسر کے قریبی گاؤں "خیر دی کے" میں ڈیرے ڈال دیئے یہاں مستقل طور پر قیام پذیر ہوئے اور اپنے مشن کو از سر نو جاری کیا۔ دہلی میں اقامت کے دوران علامہ اقبالؒ بھی ان سے متعارف ہوئے اور ان کی نیک نفسی، روحانی بلندی اور جرأت و استغنا سے بہت متاثر ہوئے۔ علامہ اقبال نے دو روایتیں حضرت سید عبداللہ غزنوی کے متعلق بیان کی ہیں۔

(۱) دہلی میں ۱۸۵۷ء کے انقلاب کا زمانہ تھا۔ گورہ فوج نے چاروں طرف گولیوں سے ہلاکت کا طوفان اٹھا رکھا تھا۔ جامع مسجد اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ بالخصوص اس قتل عام کا مرکز تھا۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ جامع مسجد کے حوض پر آ گئے۔ گولیاں چلتی رہیں۔ لیکن ان کو ذرا برابر کھٹکا محسوس نہ کیا۔ اس معجزہ نما جرأت ایمانی کو دیکھ کر مقتدیوں نے حوصلہ کیا اور گولیوں کی بوچھاڑ میں وضو کر کے نماز میں لگ گئے۔

دوسرا واقعہ علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

"حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ کسی نے آ کر اطلاع دی کہ آپ کا بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ آپ نے یہ اندوہناک خبر سنی، ایک منٹ خاموش رہے پھر درس میں مصروف ہو گئے"

حضرت سید عبداللہ غزنوی جب غزنی سے دہلی حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے مدرسہ میں تحصیل علم کے لئے گئے تو اسی زمانہ قیام میں ۱۸۵۷ء کا انقلاب آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس جنگ کے ابتدائی ایام میں جب سلطنت مغلیہ کا بے نظام لشکر اندھا دھند قتل عام کر رہا تھا۔ آپ کو سڑک کے کنارے ایک بے ہوش انگریز عورت نظر آئی جسے مغلیہ لشکر اپنی طرف سے مردہ کر گیا تھا۔ حضرت سید عبداللہ غزنوی اس مجروح عورت کو اٹھا کر اپنے مدرسہ میں لائے اور اس کی تیمارداری کرتے رہے۔ بعد میں جب انگریزی اقتدار نافذ ہو گیا تو آپ اسے جنرل نکلسن کے ہیڈ کوارٹر میں خود پہنچا کر آئے۔ وہ میم جنرل نکلسن کی قریبی رشتہ دار تھی جب اس نے جنرل نکلسن کو اپنی بپتا سنائی اور مولانا غزنوی کے حسن سلوک کا حال سنایا تو مولانا کو فوراً بلایا گیا اور جنرل نکلسن نے اس خدمت کے عوض آپ کو انعام و اکرام دینا چاہا۔ لیکن آپ نے فرمایا:

"مجھی عورت پر ظلم کرنا میرے مذہب کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ آپ کی عزیزہ کی خدمت کر کے میں نے اپنے پروردگار کو راضی کیا ہے۔ میں کسی بشر سے اپنی دینی خدمت کا عوض لینا ناجائز سمجھتا ہوں۔"

حضرت سید عبداللہ غزنوی کے اس تقویٰ، خدا ترسی، تعلق باللہ اور ولایت و شرافت و استقامت ہی کا نتیجہ تھا کہ امرتسر میں ایک محلہ غزنویاں کے نام سے منسوب ہو گیا۔

حضرت عبداللہ غزنوی کے بارہ فرزند اور ایک بیٹی تھی۔ جن میں حضرت عبداللہ غزنوی اور حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی اور قطب وقت سید عبدالواحد غزنوی اور مولانا سید عبدالاول غزنوی، حضرت مولانا سید محمد غزنوی زیادہ معروف ہوئے۔ یوں بارہ کے بارہ فرزند اپنی اپنی جگہ قرآن و سنت کے اجل عالم اور اپنے وقت کے امام تھے۔ ہر ایک کے حلقہ درس میں سینکڑوں افراد شریک ہوتے۔

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی کے فرزند ارجمند اور بقیۃ السلف قطب الاقطاب حضرت سید عبدالواحد غزنوی کے بھتیجے تھے۔

پیدائش اور تعلیم و تربیت

خود مولانا داؤد غزنوی نے اپنی تاریخ پیدائش آخر جولائی یا اوائل اگست ۱۸۹۵ء لکھی ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے خاندانی روایات کے مطابق اپنے جلیل القدر والد حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے چچاؤں کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ امرتسر سے تعلیم کی تکمیل کے لئے اپنے چچا مولانا سید اسماعیل غزنوی المعروف بہ امام الحاج کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے وہاں آپ نے اسی مدرسہ سے تعلیم حاصل کی جس میں آپ کے جد امجد فیض یاب ہوئے تھے یعنی مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے مدرسہ اور مسجد میں قیام فرما ہوئے۔ یہاں تکمیل علم کے بعد دونوں بھائی لکھنؤ گئے جہاں فقہ و منطق کے علوم شیدا علماء سے حاصل کئے۔ مولانا اسماعیل غزنوی تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں جب اسلامی کی تعلیم کے لئے ٹھہر گئے لیکن مولانا داؤد غزنوی دستار فضیلت حاصل کر کے امرتسر واپس تشریف لے گئے اور اپنے آبائی مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری اور منطق کے شہرہ آفاق عالم

مولانا حبیب الرحمن کی ... خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

یہ زمانہ سب ہی ... سے ہنگامہ خیز تھا۔ مولانا کو جو کام کا ... غزنوی کو گرم ... مسندِ تدریس کی مسند پر ... مسندِ تدریس کو چھوڑ کر میدانِ سیاست میں اتر پڑے اور آتے ہی انگریزی حکومت کے اقتدار کو چیلنج کر دیا۔ یہ زمانہ ہندوستان کی سیاسی زندگی کی بیداری کا تھا۔ ترکی انگریز کے خلاف صف آرا تھا۔ مسلمانانِ ہند کی تمام تر ہمدردیاں ترکی کی خلافت کے ساتھ تھیں۔ خلافت کمیٹی کے معرضِ وجود میں آنے کا سبب بھی دراصل یہی جنگ ہوئی جس کی صورت تھی۔ مولانا غزنوی مرحوم اور مولانا سید ... غزنوی ... مولانا داؤد غزنوی تحریکِ خلافت کے بانیوں میں سرفہرست تھے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ نے سیاسیات میں قدم رکھا۔ یہ مولانا کی جوانی کا زمانہ تھا۔ ادھر ... کا جب دور اور انگریز کے جبر و استبداد کا دور سامنے تھا ——— آپ نے مارشل لاء کے حالات کی وحشت کو ختم کرنے کے لئے پوری قوتِ بیان سے کام لیا۔ اس دور میں بھی لوگوں کو ان کی تقریریں سننے کا موقع ملا۔ ان کا کہنا ہے کہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی صاحب تقریر کرتے تھے اور انگریزی حکومت کی مخالفت پر تقریریں ... معلوم ہوتا تقریر نہیں کر رہے بلکہ آگ برسا رہے ہیں۔ اُن کی پرجوش تقریروں سے لوگوں کے دلوں سے مارشل لاء کی دہشت دور ہونے اور عوام کو میدانِ حریت کی طرف آنے میں بے حد مدد ملی۔ امرتسر کی مشہور تحریک سول نافرمانی میں ایک ایسا دور بھی آیا جب انگریزی حکومت کچھ عرصہ کے لئے امرتسر شہر کی علمداری سے دستبردار ہو گئی اور کانگریس کمیٹی نے شہر میں متوازی حکومت قائم کر لی۔ اس حکومت میں شہر کے ... حصہ کے ڈکٹیٹر مولانا سید داؤد غزنوی بنائے گئے۔ مولانا کی عمر اس وقت ۲۹ برس تھی۔ اس وقت غیر مسلم شہریوں میں بھی ان کی ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ مولانا نے ... ذخیرہ اندوزی کرنے کے جرم میں شہر کے بڑے بڑے تاجروں پر ہزاروں روپے جرمانہ کیا اور انہوں نے خوشی سے جرمانے ادا کئے۔ ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ کے مشہور واقعہ کے دوران مولانا غزنوی اور آپ کے بھائی مولانا حافظ محمد اسمٰعیل غزنوی کو ان کے احباب اور بزرگوں نے شہر میں گڑبڑ کے باعث زبردستی مسجد غزنویہ کے ایک حجرہ میں مقید کر دیا تھا کہ یہ کسی ہنگامہ میں حصہ نہ لے سکیں۔ جب عصر کی نماز کے لئے ان دونوں کو باہر نکالا گیا تو یہ نماز سے فارغ ہوتے ہی پیچھے سے دیوار پھاند کر جلیانوالہ باغ کی جانب چل پڑے۔ اس طرح یہ دونوں حضرات حادثہ سے بال بال بچے۔ مرحوم کہا کرتے تھے کہ ہم نے جلیانوالہ باغ میں منعقدہ اس عظیم الشان جلسہ میں تقریریں کرنا تھیں۔ مسجد غزنویہ سے نکل کر ... کے قریب پہنچے تو وہاں ایک ... کی دکان پر پان کھانے رک گئے وہیں کچھ دوسرے رفقاء بھی مل گئے۔ پان کھانے کے بعد سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ... گفتگو میں مصروف ہو گئے ابھی یہ پان کھا ہی رہے تھے کہ جنرل ڈائر ... فوج کے ... ان کے پاس سے گزر ... جب جہاں کمانڈر ... جنرل ڈائر گولی چلا کر اور ... سو افراد کو ہلاک کر کے واپس آ رہا تھا۔ اس طرح یہ دونوں بھائی ... کے ... اس حادثہ سے بال بال بچ گئے۔ خلافت کمیٹی کے ... کانگریس میں شامل ہو گئے تھے۔ اس لئے مولانا کانگریس اور خلافت دونوں کے رکن تھے۔ لکھنؤ کانگریس کے موقع پر خلافت کانفرنس بھی ہوئی۔ اس وقت حجاز پر سلطان ابن سعود نے قبضہ کر لیا تھا۔ علی برادران اور بعض دوسرے خلافتی لیڈر ابن سعود کے وہابی ہونے اور قبہ جات گرانے کے باعث مخالفت رکھتے تھے۔ انہوں نے کانفرنس میں سلطان ابن سعود کے خلاف ایک قرارداد پیش کی۔ دوسرے گروہ میں مولانا ظفر علی خاں، مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسمٰعیل غزنوی جو خود وہابی تھے اور سلطان سے ذاتی مراسم رکھتے تھے۔ انہوں نے ۱۹۲۶ء میں مؤتمر عالم اسلامی میں اس قرارداد کے خلاف تقریریں کیں۔ پنجاب خلافت کمیٹی نے جس میں شیعہ، سنی، اہلحدیث سبھی شامل تھے مل کر مخالفت کا مقابلہ کیا۔ بالخصوص شاہ جی مرحوم نے جوانمردی کا ثبوت دیا اور سلطان کے مخالفین اور حکومتِ وقت کا مقابلہ کیا۔

تحریکِ خلافت کا زمانہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ایک سخت ترین دور تھا جبکہ کلمۃ الحق اور آوازۂ حق بلند کرنے آزادی کا نام لینے پر زبانیں کاٹ دی جاتی تھیں۔ انقلاب زندہ باد کہنے کی پاداش میں گرفتار کئے جاتے تھے مولانا داؤد غزنوی نے پہلی دفعہ ... میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی۔ خلافت کمیٹی کے دوران تین سال قید بامشقت ہوئی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس وقت مدرسہ ... مسجد خیر الدین امرتسر میں مشکوٰۃ وغیرہ پڑھاتے تھے۔ اور اپنے خوش بیان ہونے کی وجہ سے ایک واعظ کی حیثیت سے خاصے مشہور تھے۔ مولانا غزنوی نے ... میں ایک تقریر کی جو ان کی تقاریر میں معرکہ کی تقریر ہے۔ خیال تھا کہ آپ گرفتار ہو جائیں گے۔ دوسرے روز اسی جگہ شاہ جی مرحوم نے تقریر فرمائی۔

شاہ جی کی اس تقریر سے عوام میں غلط فہمیوں کا شدید اندیشہ محسوس کرتے ہوئے مولانا غزنوی شاہ جی کے پاس گئے گفتگو کی۔ حالات اور اخبارات سامنے رکھے۔ شاہ جی نے فرمایا بھائی میں تو کبھی اخبار پڑھتا نہیں اور نہ میں نے کبھی سیاست میں حصہ لیا ہے۔ مجھے حالات کا کوئی علم نہیں۔ مولانا نے بتایا کہ عالمِ اسلام کے ساتھ برطانیہ کیا کچھ کر رہا ہے اور ترکی کے حالات کس خطرناک موڑ پر ہیں۔ آپ میرے ساتھ مل کر کام کریں۔ اس وقت مسلمانوں اور عالمِ اسلام کے ساتھ اس سے بہتر کوئی خیر خواہی نہیں ہو سکتی۔ شاہ صاحب نے مولانا کے ساتھ تقریریں شروع کر دیں اور وہ ان کے دستِ راست بن گئے۔ پھر خلافت کے ایام تسلیم کر لئے گئے اور اپنی ایمان پرور تقاریر سے لوگوں کے اندر حریت و اسلام کی روح پھونکتے رہے۔ (باقی آئندہ)

ترجمہ: سید ابو الفاروق

مسلمانوں کی اصل اساس پاکیزہ روح اور مضبوط ایمان ہے

اس مرتبہ جب مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی صاحب رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں شرکت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تو شیخ عبد المعطی بہجت کی دعوت پر جو کہ مدینہ منورہ کے ایک مخلص اور سرگرم داعی ہیں مولانا نے ریاض ترکی میں ایک جلسہ کو خطاب فرمایا۔ دعوت چائے کے بعد جلسہ کا افتتاح ہوا حاضرین میں الکویت جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ و طلباء کی بھی معتد بہ تعداد تھی، اس تقریر کا ترجمہ عام قارئین المنبر کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔۔۔ اما بعد

عزیز بھائیو! وقت کم ہے جو کسی طرح گفتگو یا مختلف موضوعات پر اظہار خیال کرنے کیلئے ناکافی ہے اور یہ چیز مقرر کو قدرے مشکل میں مبتلا کر دیتی ہے خصوصاً جبکہ اس قسم کے مختلف عناصر و طبقات کا اجتماع ہو جس سے انشراح قلب ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں تبادلہ خیال کے محدود وقت کے ساتھ مقرر کیلئے اس کا بھی امکان ہو کہ وہ اپنی بات حسب منشاء اظہار خیال کر سکے میرے نزدیک یہ بات قابل ترجیح ہے کہ اس فرصت میں میری گفتگو کا موضوع آپ ہی میں جو مسئلہ ہے اور آپ سے متعلق ہوں۔ آج کل لوگ عصر حاضر میں مسلم معاشرے، اسلامی ممالک اور حکومتیں جن مسائل سے دوچار ہیں ان پر گفتگو کیلئے بہت بیتاب ہیں واقعہ یہ ہے کہ وہ حقیقی اور بنیادی مسئلہ جس سے ہم سب ہر طبقے ہر ماحول اور ہر علاقے میں دوچار ہیں، وہ ہے قحط الرجال کا مسئلہ ہے ہم سب خصوصاً مسلمان مرد اصل افراد کے بحران میں مبتلا ہیں۔

دنیائے اسلام میں قحط الرجال

اسلامی معاشرہ تاریخ اسلامی کے ہر دور میں افراد کے اعتبار سے ہمیشہ غنی رہا ہے اور اسی وجہ سے وہ ان تمام مسائل و مشکلات پر قابو پا لیتا تھا جو مسلمانوں کی طویل تاریخ میں پیش آتے رہے۔ وہ ہر مشکل وقت اور نازک لمحہ میں ان عبقری شخصیات کو پیش کر دیتا جو وقت کی دشواریوں اور زمانے کے بحران پر قابو پا لیتے تھے اسلامی معاشرہ کو کبھی ہمیشہ تغیر رہا ہے جو بہترین کمیاب افراد کی قلت کا سامنا نہیں کرتا تھا۔ اس کے پاس ہر قسم کے بحران و مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے افراد پیدا ہوتے رہے کیونکہ عقیدہ اسلام و ایمان اور تعلیم قرآنی و شریعت ہمیشہ قوت تخلیق کا حامل ہے ہیں یہ پہلے کبھی بھی بانجھ، بے جان اور خشک نہیں رہے ان میں ہر وقت زبردست قوت اور تخلیق موجود رہی ہے مسئلہ صرف کسی مدرسہ یا یونیورسٹی کا نہیں بلکہ ایک علمی ادارہ کبھی زبردست قوت تخلیق کا حامل ہوتا ہے اور کبھی کمزور۔ حکومتی نظام علمی دنیا سیاسی اور اجتماعی عوامل بھی پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن یہ معاشرہ بانجھ نہیں

درتی تھا۔ حکومتوں کی پشت پناہی کرتا اور جن حکومتوں کو ضعف و ناتوانی لاحق ہوتی انہیں قوت پہنچاتا۔ عام طور پر یہ معاشرہ حکومت وقت کو ایسے افراد فراہم کرتا رہتا جو مسائل کو حل کرتے۔ چنانچہ جب بھی انسان کو کسی دانا و حکیم شخص کی ضرورت ہوتی تو معاشرہ ایسا شخص پیش کر دیتا۔ اگر اسے کسی قائد سپہ سالار یا منتظم کی ضرورت ہوتی تو اسے اسی قسم کے افراد مل جاتے۔

مضبوط ایمان۔ اسلام کا پہلا مدرسہ

تاریخ میں اسلامی معاشرہ کی جو صورت حال رہی۔ ایمان کا مدرسہ ہی وہ ادارہ تھا جو افراد تیار کرتا تھا اور یہی حال مدرسہ صوم و صلوٰۃ کا تھا لوگ اس مدرسہ سے فارغ ہوتے انہیں قرب خداوندی حاصل ہوتا۔ وہ اپنے دلوں کو انابت الی اللہ خشوع و خضوع اور پاکیزہ و قوی جذبات سے معمور کرتے۔ اس کے بعد وہ اصل میدان اور عملی زندگی میں داخل ہوتے۔ یہ مدارس اب بھی موجود ہیں۔ مدرسہ ایمان و مدرسہ قرآن جوں کے توں ہیں۔ قرآن وہی قرآن ہے۔ جو عہد نبوی میں نازل ہوا تھا۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ، اور جیسے کہ باری تعالیٰ نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون لیکن کیا وجہ ہے کہ یہ حیات افروز و عظیم الشان مدارس اب افراد تیار نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوتاہی ان مدارس کی نہیں کہ قصور ہمارے حوصلوں اور عزائم میں ہے کوتاہی اصل میں دلوں اور نیتوں میں پائی جاتی ہے تاریخ اسلامی کے ہر دور میں لوگ اس کے لئے آمادہ تھے کہ وہ اپنے کو ان مدارس کے حوالہ کر دیں۔ تاکہ مخلص اساتذہ ان کی حسب منشا تربیت کریں اور جیسا چاہیں ان کی تعمیر کریں اس قسم کے افراد کی ایک تعداد اس کے لئے تیار رہتی تھی کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور اپنے مستقبل کی قربانی پیش کر سکے۔ چنانچہ وہ مادیت کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے مصنوعی معیار و اقدار کے خلاف آواز اٹھاتے۔ وہ اقدار جنہیں پہلے بھی اور آج بھی نظر احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ اصل اقدار جنہیں ہر نسل اپنے لئے آئیڈیل اور معیار مقصود سمجھتی ہے یہی وہ اقدار و معیارات ہیں جو دنیا کے لئے مسحور کن ہوتے ہیں اور عموماً نوجوان طبقہ انہی اصنام کا گرویدہ نظر آتا ہے۔ وہ خود اپنے ہاتھوں سے انہیں تراشتے ہیں اور پھر انہیں کی پرستش کرتے ہیں۔ تاریخ کے ہر دور میں ایسے نوجوان جو ایمان و ایقان کی دولت سے مالا مال رہتے تھے ان کی اچھی خاصی تعداد ان اقدار و معیار کو ہمیشہ نظر حقارت سے دیکھتی اور اس کے فریب میں نہ آتی۔

مذہب کے اخلاص کی اہمیت

انہوں نے ان کے خلاف بغاوت اختیار کی اور ان کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا انہوں نے اپنے وجود کو خدا کی مرضی کے حوالہ کر دیا وہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتیں اور طاقتیں جن سے خدا نے ان کو نوازا ہے صرف اسلام کے لئے وقف کر دیں گے۔ وہ ہر حال ان اقدار کو سامنے رکھتے۔ وہ انبیاء کے پیش نظر رہیں وہ نبی صالح علیہ السلام کی مثال اپنے پیش نظر رکھتے۔ اذ قال لہ قومہ یا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا۔ اس آیت سے قوم صالح کی ذہنی و نفسیاتی کیفیت کی صحیح عکاسی ہوتی ہے۔ جس سے وہ اس وقت دوچار تھے یعنی جب صالح علیہ السلام رب الاصنام جاہلیت کے عقائد اور عادات و اطوار کے خلاف معبود حقیقی کی طرف دعوت دینی شروع کی تو اس چیز نے ان کے دلوں میں بڑا اضطراب پیدا کر دیا اور وہ ایک ایسی کشمکش میں گرفتار ہو گئے جو ان کے لئے بالکل نئی اور باعث حیرت تھی۔ انہیں یقین نہ آتا تھا کہ ایسا شخص جس کا ایک روشن مستقبل ہے اور جو شباب بڑی امیدوں اور کامرانیوں سے عبارت ہے جس کے سنہرے مستقبل کی ہر کوئی ضمانت دے سکتا ہے، وہ اپنے مستقبل کو اس طرح پامال کر دے گا۔ یہ نوجوان جس سے اس کے آباؤ اجداد اہل و عیال اور خاندان و معاشرہ کے افراد بڑی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں جو اس کے حسین و زریں مستقبل کے عنقریب متوقع ہیں۔ انہیں اس کا یقین ہے کہ آئندہ وہ کسی بڑے عہدہ پر فائز ہو گا۔ وزیر یا منتظم ہو گا یا پھر اس وقت کی شخصیات میں ہو گا شہرت و ہمہ دانی جس کے قدم چومتی ہے لیکن وہ ان کا باغی ہو جاتا ہے اور باطل و تحقیر اور قیاسات کے شیشے محل کو چکنا چور کر دیتا ہے۔ اسی لئے قوم صالح نے بڑے قلق و اضطراب اور حیرت سے کہا۔ قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا ان تعبد ما کان یعبد آباؤنا۔ یعنی تم سے تو بڑی توقعات وابستہ تھیں، تمہارا تابناک روشن مستقبل میں صاف نظر آ رہا تھا۔ پھر آخر کیوں تم ہماری تمناؤں کو پامال کرتے ہیں اور ہماری عقل و فکر اور تخیلات کے خاکہ پر خط تنسیخ کھینچتے ہیں۔

آج اور کل کے نوجوان کے درمیان حقیقی حد فاصل اور خط امتیاز یہی ہے۔ آج کے خلیفہ و نظریات کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ان کا وجود سابقہ ادوار میں بھی رہا ہے آج بھی ہے اور تا قیامت رہے گا۔ و سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

لیکن ان ادوار میں ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو جھوٹے مقاصد، خود تراشیدہ اصنام اور افکار و حقائق کے باغی رہتے ہیں۔ ہر نسل میں ایسے لوگ موجود تھے جو مادیت سے منہ موڑ کر اپنے خدا سے عہد کرتے کہ وہ معمولی چیزوں پر قانع رہ کر اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ وہ اسلام کی خدمت کریں گے یا پھر کسی علمی شعبہ یا فن میں امتیاز و اختصاص حاصل کریں گے۔ اس قسم کے افراد کی ہمیں تاریخ میں بڑی تعداد ملے گی۔ چنانچہ یہ وہی اصحاب ہیں جو تاریخ و تراجم اور سیرت کی کتابوں میں نظر آتے ہیں یہی وہ لوگ تھے جو ان خود ساختہ بتوں کو توڑنے والے تھے اور اس طرح اسلامی معاشرہ آئے دن پیش آنے والے تمام فتنوں کی سرکوبی کے لئے تیار رہتا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ تھے اسلام کی خدمت و جدوجہد کرنے والے جو تھے اگر کہیں اسلام اللہ تعالیٰ کا محبوب و پسندیدہ دین نہ ہوتا جس کے متعلق رب کائنات کا یہ فیصلہ ہے کہ اسے خلود و بقا حاصل ہے۔ وہ انسانیت کا آخری دین و نظام حیات اور آخری آسمانی دعوت ہو تو بلاشبہ یہ تھے اسلام کو سلسلہ ہستی سے مٹا دینے میں کامیاب ہو جاتے لیکن چونکہ جب بھی کسی فتنہ نے سر اٹھایا، جب بھی اس امت کی آزمائش کسی نئے فتنے، کسی نئی بدعت یا خطرناک سازش سے کی گئی تو ان حضرات میں سے کسی نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت

کہ بحیثیت مجموعی [illegible] کی رہنمائی و قیادت
اور علمی تحقیق [illegible] معاشرہ و تمدن [illegible]
[illegible] اس وقت [illegible] بیٹھے ہیں اور
اسلام کے [illegible] مرکز سلطنت عثمانیہ [illegible]
اور بغداد میں جب بھی اس امت کو [illegible] میں
[illegible] وقت سے ہوئی جس کی نوعیت
کبھی علمی و تحقیقی ہوتی اور کبھی سیاسی و اجتماعی
اور عملی ہوتی، یہ شخصیات میدان میں آئیں، بظاہر
یہ [illegible] مختلف تھے۔ لیکن
اپنے اغراض و مقاصد میں یہ سب متفق تھے
اور وہ تھے روح اسلام [illegible] اسلام
[illegible] اور اسلام کی [illegible]
اور [illegible] ایسے نازک و اہم وقت
[illegible] کو میدان میں [illegible]
[illegible] فرد صاحب شخصیت ہو صاحب
عزیمت [illegible] اعلاء کلمۃ اللہ کو [illegible] جیسے
[illegible] اور دیگر صلاحیتوں میں
[illegible] لیکن وہ چیز
[illegible] میں ممتاز کرتی تھی وہ تھا
دین کا اخلاص فی اللہ، صدق نیت، عزم صمیم
بے پناہ قوت عمل [illegible] اور اللہ
تعالیٰ نے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] اپنی زندگی، صلاحیتیں، مال و دولت
[illegible] عہدے و مناصب [illegible]
[illegible] ثابت ہوتی یا
[illegible] خطرات میں
[illegible] کے لئے آمادہ تھا۔ [illegible] جب امت
کو [illegible] و باصلاحیت اور نادر زمانہ
افراد کی تلاش ہوئی تو یہ لوگ اپنے کو پیش
کر دیتے اور اپنی علمی و عقلی قوتوں کو خدمت
اسلام کے لئے وقف کر دیتے۔ آپ جب اسلام
کی تاریخ دعوت و عزیمت اور تاریخ تجدید
و اصلاح کا مطالعہ کریں گے تو ان مبارک اور
روشن [illegible] کی ایک طویل فہرست نظر آئیگی
[illegible] ان لوگوں کے لئے [illegible] کا بالکل
اعلان تھا کہ وہ وزارت کی کرسی [illegible]
[illegible] حکومت تو ایسے افراد کو خوش آمدید
کہنے کے لئے تیار رہتی تھی [illegible]
ہوتی کہ [illegible] ان لوگوں کو وزارت، امارت
منصب قضا یا شیخ الاسلام کے منصب سے
نوازے، لیکن انہوں نے اپنے لئے صرف ایک
میدان منتخب کیا اور وہ تھا دعوت و تبلیغ
اور اصلاح و تجدید اسلام کا میدان۔

ائمہ مجتہدین اور محدثین کی خدمات

یہ ائمہ مجتہدین و محدثین جنہوں نے سنت کی تدوین [illegible] نہایت اہم [illegible]
[illegible] وقت میں کی ہے [illegible]
[illegible]

ہو رہا تھا۔ [illegible] کا سلسلہ جاری تھا اور
[illegible] صورت حال
[illegible] کے پاس قانون شریعت اور نظام قضا
[illegible] قرآن و سنت کی اساس پر تشریع کا کام
[illegible] تمام خطرات و مشکلات
سے دو چار ہوتا [illegible] سابقہ اقوام کو سابقہ
پڑ چکا ہے [illegible]
[illegible] مذاہب کا المیہ یہ
رہا ہے کہ ان کے علماء و احبار نے [illegible]
[illegible] تحریف [illegible] اور اقوام
جاہلیہ کی تقلید میں مبتلا ہو گئے [illegible]
[illegible] آپ اس تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو
یہ حقیقت سامنے آئے گی [illegible]
[illegible]

لیکن امت مسلمہ نے اپنا جوہر اور اپنی شخصیت
کس طرح محفوظ رکھی [illegible] عقیدہ، عبادات و
اخلاق، فقہ و قانون، [illegible]
زندگی کے ہر شعبہ میں اس کی اصلیت و حقیقت
برقرار رہی اور اس کا اپنا ایک مخصوص نقطہ نظر
رہا، اور یہ سب ان مخلص و عبقری شخصیات کا
مرہون منت ہے جنہوں نے اپنی تمام قوتوں، علوم
ذہانت اور وقت کو صرف علوم اسلامیہ
تالیف و تدوین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اپنی
زندگیاں ان فنون کی خدمت میں گذار دیں اور اپنی
ساری صلاحیتیں تصنیف و تالیف کیلئے خاص کر دی تھیں

عزیز دوستو! ذرا سوچئے اگر خدانخواستہ
دوسری اور تیسری صدی ہجری میں یہ علماء بھی
[illegible] اور عیش و عشرت میں
مبتلا ہو جاتے [illegible] پست ہو جاتے یا
اس وقت کے امراء و سلاطین انہیں اپنی جانب
راغب کر لیتے [illegible] مناصب پر فائز کر
دیتے [illegible] کامیاب ہو جاتے [illegible] امت کو یہی
صورت حال پیش آتی تو آپ [illegible]
امت کے ایک دردناک [illegible] اور شرمناک انجام
اور ایک ناقابل تصور المیہ کا اندازہ کر سکتے ہیں
اور پھر ایسی صورت میں اسلام کا ہم تک اپنی
پاکیزہ و خالص اور محفوظ و جاندار حالت میں
پہنچنا ناممکن تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان عظیم ائمہ و محدثین اور ان
[illegible] کو بڑی غیرت
[illegible] نے اپنی تمام قوتوں، صلاحیتوں اور [illegible]

کو اس اہم کام کے لئے وقف کر دیا، انہوں نے
اپنے دور میں اس کام کا بیڑا اٹھایا جب کہ
منطق اور یونانی فلسفہ اسلامی معاشرہ پر مسلط
ہو چکا تھا اور وقت کا نوجوان طبقہ ان فلسفوں
کی جانب اس طرح دوڑ رہا تھا جیسے سیلاب نشیبی
زمین کی جانب بہتا ہے اور ان فلسفیوں کے الفاظ
کو خواہ وہ سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں زبان زد کر
لینا اس وقت کا فیشن ہو چکا تھا، جو ذہین
و پرجوش نوجوان ان فلسفیانہ کلمات و مصطلحات
کو بغیر کسی فہم و شعور کے دہراتا اور اٹھتے بیٹھتے
اس کو زبان پر لاتا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے
اور جو اس قسم کے نوجوان ہوتے ان کی طرف
عظمت و احترام کی نگاہیں اٹھتیں کہا جاتا کہ وہ
باذوق اور ترقی پسند انسان ہے، یعنی عہد حاضر
کی تعبیر کے مطابق وہ شخص ایک ترقی پسند اور ماڈرن
انسان سمجھا جاتا۔ لوگ عموماً ان فلسفوں اور علمی
و عقلی و فکری رجحانات کے گرویدہ نظر آتے جو
عموماً ایک دیندار ذہن کے لئے سیاسی حملہ سے
کہیں زیادہ مہلک و خطرناک ثابت ہوتے ہیں
اور یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ تیسری اور چوتھی
صدی ہجری میں بغداد جو کہ اسلامی سیاست
و تمدن کا گہوارہ اور اس دور کی عالمی سیاست
و ثقافت کا مرکز و منبع تھا اس کے حقیقی قدر داں
یہی تھے۔

ان حالات میں میدان میں کچھ ایسے جانباز
سامنے آتے ہیں جن کی علمی وراثت کی عظمت کا تصور
دشوار [illegible] ان کے اس عظیم الشان کام کی تحدید
ہمارے لئے مشکل ہے، انہوں نے ایسے پرخطر
دور میں [illegible] تجدیدی اور انقلابی و علمی
کام کا بیڑا اٹھایا، متقدمین شیخ ابو الحسن الاشعری
اور ان کے بعد امام غزالی نے [illegible] ان لوگوں
سے ایسی [illegible] امام ابن تیمیہ
[illegible] اسی طرح [illegible] علوم دینیہ
کی تدوین [illegible] ان کی علمی قدر و منزلت یا ان کے
علم و فضل [illegible] قابل اعتراض پہلو بھی ممکن ہیں
کیونکہ ہم میں سے کوئی بھی معصومیت کا دعوے
نہیں کر سکتا اور ہر کوئی شریعت اسلامیہ کے فہم
اور اس میں خطا و صواب کا مرتکب ہو سکتا ہے
لیکن جس عظیم خدمت سے وہ عہدہ برآ ہوئے
جو ذخیرہ علم انہوں نے مختصر مدت میں امت
کے حوالہ کیا [illegible] رجحانات اور طرز فکر
و عقائد سے [illegible] ان کا یہ کارنامہ
قابل صد مبارکباد ہے اور جس کے لئے امت ہمیشہ ان
کی مرہون منت رہے گی [illegible]
کو لیجئے جو علمی نظر فریب [illegible] فلسفہ [illegible]
رنگ و روپ میں [illegible] حالانکہ حقیقت میں
وہ یونانی فلسفے، ہندوستانی [illegible] بت پرستی اور
[illegible] کی سیاست کا ایک عجیب و غریب مرکب
تھی جس کی تفصیل [illegible]
[illegible]
میں احمد کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے [illegible]

کی یہ تحریک درحقیقت اسلام کے خلاف
چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی جو صرف اسلامی معاشرہ
کے لئے آزمائش نہ تھی بلکہ اسلام کی عقلی و ذہنی
[illegible] کا بھی امتحان لینا چاہتا تھا، یہ آزمائش اسلامی
ذہانت و صلاحیت اور اس کے افکار و علوم پر
[illegible] وہ
[illegible] اور ناقابل فہم [illegible]
[illegible] علمی و فلسفیانہ [illegible]
آسان [illegible] پر خطر دور میں اسلامی معاشرہ
[illegible] شخصیات ابھریں، مثلاً امام غزالی
[illegible]
اپنے عہد [illegible] اور پھر شیخ ابن تیمیہ [illegible]
[illegible] ظاہر
ہوئے، یہ سب [illegible]
[illegible] علمی [illegible] اور
تجدید [illegible] تحریکوں میں
بھی [illegible] اگر وہ کڑیاں [illegible]
ایک دوسرے سے منسلک ہیں، [illegible]
ایک دوسرے پر [illegible]
[illegible] عمارت کی حیثیت
رکھتا ہے [illegible]
ساری کوششوں کا [illegible]
دنیا و مافیہا [illegible]
نے رہبانیت کی زندگی اختیار کی، میری مراد
اس سے صوفیہ والی رہبانیت نہیں، لیکن یہ
واقعہ ہے کہ وہ [illegible] کے راہب تھے، فکر کے
راہب تھے، تصنیف و تالیف کے راہب [illegible]
ماحول سے بالکل الگ تھلگ وہ صرف [illegible]
[illegible]
[illegible]

ورثہ اور کو بلا سے ایسی خدمات سے عہدہ برآ ہو سکتے۔

قوم کی ترقی کا پیمانہ

عزیز دوستو! میں نے ایک سبق میں ایک موقع پر جب کہ میں بہت سے طلبہ کی ایک جماعت سے مخاطب تھا میں نے کہا تھا کہ جب قوم کو زمانہ اس کے دینی حوالے کا [illegible] ہوتا ہے تب ہی وہ ایسے مستقبل کو قربان کر سکتی ہو۔ لیکن اگر آپ مجھے چند ایسے نوجوان فراہم کر دیں جو [illegible] کے خلاف علم بغاوت بلند کر سکتے ہوں، اگر میں آپ کو وہ کچھ بتلا سکتا ہوں جو آپ چاہتے۔ مجھے ایسے نوجوان دیجئے جو قسمت کے [illegible] ان نوجوانوں میں آپ کو ایک عظمت [illegible] سکتا ہوں میں آپ کو باذن اللہ ایک شاندار مستقبل کی ضمانت دے سکتا ہوں، میرے خیال میں کہ [illegible] ولا قوة الا باللہ۔ لیکن شرط یہ ہے [illegible] کا مزاج کچھ ایسا ہو ہے اور دعوت و رسالت کی جو فطرت ہے اگر ہمارے درمیان اس قسم کی قوت موجود ہے ایسے [illegible] کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرنے والی ہو، جانوں کی بازی لگا دینے والے اپنے شاندار مستقبل اور صلاحیتوں کو صرف اسلام کی راہ میں وقف کرنے والے، اسلام کے بقاء و تحفظ و اعلاء اور دعوت اسلامی کے [illegible] کی خاطر مر مٹنے والے [illegible] گیا ہے تو پھر [illegible] کہا جا سکتا ہے کہ یہ جماعت [illegible] ہے ہم ہر طرح کے خطرات سے [illegible] ہیں لیکن اگر کسی قوم کے پاس [illegible] سب کچھ ہے [illegible] وقت کے [illegible] اپنے [illegible] کا [illegible] کے پاس [illegible] ایسی [illegible] قوم کا [illegible] اس کے پاس [illegible] ساز و سامان [illegible] جوش [illegible] اس کے [illegible] ہے۔ [illegible] آپ [illegible] کیا آپ کی [illegible] سب کے [illegible] کو [illegible] وہ علماء [illegible] سے کوئی تعلق [illegible] اصول سے الگ تھلگ [illegible] کوئی [illegible] کہ وہ [illegible] تھے کم [illegible] تھے اور اس دنیا سے بالکل [illegible] ایسا [illegible] اسلام [illegible] علم [illegible] میں انہوں نے [illegible] کتابیں اور اس میں [illegible] حیرت انگیز [illegible] سے اعتماد کے [illegible] سکے کہ [illegible] کے [illegible] نام [illegible]

سنبھالی، کون برطرف کیا گیا، اس طرح انہوں نے اپنے کو کس دائرہ میں محصور کر لیا تھا اور ماحول میں قسم قسم کے ہونے والے سیاسی و اجتماعی انقلابات سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی، تصنیف و تالیف کے اور درس میں مقید وہ [illegible] کتب خانوں کے کیڑے بن گئے تھے، تالیف و تدوین اور کتاب و سنت سے استنباط ان کا محبوب مشغلہ تھا، نتیجہ انہوں نے امت کے لئے ایسی شاہراہ تیار کی جس پر وہ خطرات سے محفوظ گامزن رہ سکے، اگر ان فقہاء و محدثین جیسی امت کی تدوین کرنے والے اصحاب معاجم اور نحو و صرف کے ہو لغین کا اخلاص، تجرد اور ان کی عزیمت و مستعدی نہ ہوتی جن کے ہم سب مرہون منت ہیں تو اس امت کا کیا حال ہوتا اور ہم اس علمی کاوش، علوم و فنون کے ذخائر اور فکری مواد سے محروم رہتے جو آج بھی حیرت انگیز ہے۔ یہ بات اس قدر ہے یا نہ ہے کہ کیونکر ان جوزی اتنا عظیم ذخیرہ تالیف کر سکے، جو ابھی تک باقی ہے اور اگر ان کی کتابوں کا شمار کیا جائے تو ان کی زندگی میں جو سیاہ کئے اوراق و صفحات کی تعداد ہو آتی ہے جیسا کہ آپ نے تاریخ و تراجم کی کتابوں میں پڑھا ہوگا، اسی طرح یہ ایک شخص ہے جس کی تالیفات پانچ سو سے متجاوز ہیں۔ یہ امیر صدیق حسن خان جو ہمارے یہاں ہندوستان میں تھے۔ ان کے متعلق آپ نے سنا ہوگا کہ وہ ایک مشہور مصنف ہیں، جو لوگ ان سے ذاتی طور پر واقف تھے ان کا خیال ہے کہ غالباً ان کے پاس علماء کی ایک جماعت تھی جو ہر وقت ان کے لئے تالیف کا کام کرتی رہتی تھی، ایسا ہرگز نہیں ہے جو شخص ان سے قریبی واقف ہوں، اصل میں یہ ان کا اخلاص، مستعدی، تجرد اور تصنیف و تالیف سے ان کا عشق تھا اور علوم سے ان کی محبت تھی جس کے وہ گرویدہ تھے۔ چنانچہ جب کبھی ان کے درباریوں یا امراء میں سے کوئی ان کو مدعو کرتا تو وہ اپنے ہمراہ قلم، دوات اور کاغذ ساتھ لے جاتے اور مجلس میں برابر مصروف رہتے یہاں تک کہ دسترخوان ترتیب دیا جاتا، اسی طرح انہوں نے کوئی تین سو کتابیں تصنیف کیں حالانکہ وہ ایک بڑی ریاست کے نواب تھے۔ کچھ ایسا ہی حال ہمارے معاصر مولانا عبدالحی لکھنوی کا تھا جن کا شمار برصغیر کے اکابر احناف میں ہوتا ہے اور میرے محبوب مصنفین میں تھے ان کی کتابوں کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے اسی طرح بعض ایسے علماء بھی پائے جاتے ہیں جن کی کتابوں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ حریہ صاحب معجم المصنفین جن سے ملاقات کی ہے اور ان کی صحبت سے استفادہ بھی کیا ہے، میرے مراد علامہ محمود الحسن سے ہے جن کی وفات معجم المصنفین کی تالیف کے بعد ہوئی، یہ کتاب کوئی چھ ہزار صفحات اور چالیس جلدوں پر مشتمل ہے اور ان تراجم کی تعداد بیس ہزار تک پہنچتی ہے جو اس میں مذکور ہیں۔ میں نے ذاتی طور پر

یا علامہ وہ اس کتاب المسلمون فی الہند میں درج کر دیے ہیں جس کا آپ مطالعہ کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں میرے والد بزرگوار وہ شخصیت ہیں جن کی میں مثال دیا کرتا ہوں، مگر میں حیران ہوں کہ وہ کل [illegible] ہو [illegible] کہ مجھے ان کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اہم کتابیں [illegible] آٹھ بڑی جلدوں میں تالیف کی ہیں جو اپنے جز علمی و دینی شخصیات کے تراجم پر مشتمل ہے اور اپنے دیگر مشاغل کے باوجود کی، مثلاً مطب کا علاج جو کہ ان کا پیشہ تھا، دارالعلوم ندوة العلماء جیسے ادارہ کی نگرانی کیونکہ وہی اس کے ناظم تھے اور دنیا کی اردو زبان میں تصنیف وغیرہ۔

یہ کتاب جو انہوں نے عربی زبان میں لکھی ہے ایک گراں قدر علمی سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مذکورہ بالا شخصیات کے علاوہ ممکن ہے کہ بعض مولفین ان پر فوقیت رکھتے ہوں، لیکن آپ یقین کریں کہ یہ سب کچھ ان کی علمی جانفشانی، اخلاص، تجرد اور مستعدی کا نتیجہ تھا کیونکہ انہوں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ وہ کسی ایسی چیز میں مشغول نہ ہوں گے جو ان کی قوتوں اور صلاحیتوں کو منتشر کرنے والی ہو، جو ان کی ذہنی و فکری یکسوئی کو پراگندہ کرنے والی ہو۔ چنانچہ وہ حقیقی چیز جو ہمارے اور سابقہ دور کی عبقری شخصیات کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے افکار و خیالات پراگندہ ہیں، دلوں میں اضطرابی کیفیت پائی جاتی ہے۔ ہماری زندگی گوناگوں خانوں میں تقسیم ہو گئی ہے اور ہم میں عزم و ہمت اور حوصلہ کا فقدان ہے۔ بہت سے آج بے شمار قوتیں برسر پیکار ہیں، مختلف قسم کے عوامل ہمیں اپنی جانب کھینچ لینا چاہتے ہیں، یہ مادیت ہے، یہ عہدہ ہے، وہ شہرت ہے، وہ صحافت ہے، یہ سیاست ہے، ادھر یہ ہے، ادھر وہ ہے، غرض کہ ہماری محدود صلاحیتیں مختلف سمتوں میں منتشر ہو گئیں، لیکن ان شخصیات کا معاملہ دیگر تھا۔ ان کا مرکز توجہ صرف ایک چیز ہوتی، ان کی عقلی و ذہنی صلاحیتیں صرف ایک ہی بات پر مرکوز ہوا کرتی تھیں اور وہ تھا اسلام کی خدمت، اسلام کے پیغام کی علمبرداری، دعوت اسلام کی دل و جان سے خدمت اور علمی ذخیرہ کا احیاء اور اس میں اضافہ۔ اس سلسلہ میں اسلاف کے واقعات ہمارے لئے باعث حیرت ہیں۔ مثلاً جب کبھی ان کے سامنے کوئی ایسی چیز آتی جو ان کے ذہن کے لئے باعث تشویش ہوتی تو اسے طلاق بائن دے دی اور کہا یہ چیز اس کے ساتھ یکجا نہیں ہو سکتی اس کو اور علم کو، کوئی چیز ذہن پر تو خدمت دین کے تقاضا کی ہے پھر ذرا غور فرمائیے ان مسائل کی آمد کیا ہے، مثلاً امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے کیا ہے اور ان حاجت [illegible] کیا ہے جن [illegible] تحقیق و تنقیح

کے بعد جمع کیا ہے اور وہ کون سا مجموعہ روایات تھا جس سے یہ مذاہب نکلیں، یہ سب عقول کے لئے حیرت انگیز ہے جس نے انسانی امور کو بحسن و خوبی تصفیہ کرنے کے لئے آراء و نوازل ہے جو [illegible] امور [illegible] کو بیان کئے۔

لیکن [illegible] ایک ہمارا دور ہے کہ تحقیق ہو ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ تحقیق ہے اخلاص، تجرد، ترکیب، تفکر اور طلب [illegible] تجرد، تحقیق اور علماء کی اصطلاح کی یہ تحقیق، ان کی ایک حیثیت سے ادراک [illegible] حقیقت [illegible] تجرد کا کیا مطلب ہے؟ تجرد کا مفہوم صوفیہ کے نزدیک یہ تھا کہ کسی پاکیزہ مقصد، اعلیٰ و ارفع مقصد یا کسی دور دراز منزل تک پہنچنے کے لئے اعراض نفس۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی اعراض نفس کا ذکر ملتا ہے۔ ہمارے لئے کسی صحیح معنی میں روشن نہیں ہیں، ہمارے عزائم و حوصلے کسی ایک ہدف پر مرکوز نہیں ہیں، تو پھر ہمارے لئے اس قسم کی خدمات اور علمی مواد کی تخلیق ناممکن ہے۔ آج کل کے یہ مدارس اور ادارے جن میں [illegible] عمارتیں، عظیم کتب خانے ہوتے ہیں، بڑے بڑے دفاتر، [illegible] اور [illegible] کے عالی مراکز ہیں جہاں اپنے فن میں یکتا اور گراں قدر اساتذہ اور کارکنوں کی جماعت ہوتی ہے۔ آخر کیوں ان میں قوت تخلیق کی صلاحیت ناپید ہو چکی ہے۔ کیا سبب ہے کہ ان جیسے عظیم علمی اداروں میں تخلیقی مادہ مفقود ہو چکا ہے اور ایسا ہی حال دوسرے اداروں کا ہے۔ میں ان لوگوں میں ہوں جو ان کی گراں قدر خدمات کو بڑی عظمت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ اب وسیع وسائل اور ذرائع کے باوجود ایسے افراد پیدا نہیں کر سکے جو علمی اداروں میں تحقیق سے عاجز نظر آتے ہیں، حالانکہ امام مالک کے مدرسہ نے اس مدینہ منورہ میں عظیم الشان علمی ذخیرہ چھوڑا، اور کیوں کر امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ابن جوزی کے مدارس نے اتنا بڑا علمی ذخیرہ امت کے حوالہ کیا۔ یہ نتیجہ تھا ان کے علم دین کی جانب یکسوئی، توجہ اور تعلق باللہ کا اور صرف ایک مقصد پر اپنی توجہات و قوتوں کے مرکوز کر دینے کا، اور وہ مقصد تھا خدمت دین اور خلافت جو ان سے عہدہ برآ ہونا جیسا کہ مروی ہے۔

ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما وانما ورثوا العلم

میرا یہ خطاب میرے ان فرزندوں، عزیزوں اور بھائیوں کے نام ہے جو اس عزیز جامعہ اسلامیہ میں زیر تعلیم ہیں اور جس کی طلبہ اساسی کے ایک رکن کی حیثیت سے مجھے شرف و عزت حاصل ہے۔ میرے مختصر الفاظ یہ ہیں کہ اللہ میں نہ بنا اپنی [illegible] وغیرہ تو آپ کو صرف ایک مقصد کے لئے وقف کر دیں، خدمت دین و دعوت و قرآن۔

مراسلات و اطلاعات

قادیانیوں کے بارے میں تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے جو اس بات کا جائزہ لے کہ کیا قادیانی پاکستان میں اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں؟

تجاویز بر موقعہ آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ

(۱) آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کا یہ اجلاس ... [illegible] ... صاحب ... [illegible] ... اسلام ... [illegible] ... قادیانیت ... [illegible] ... ختم نبوت کی تبلیغ ... [illegible]

(۲) ... [illegible] ... پاکستان ... [illegible] ... مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ... [illegible] ... حکومت پاکستان ... [illegible]

(۳) ... آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ... [illegible] ... حکومت ... [illegible] ... مرزائیوں ... [illegible] ... مسلمانوں کو مرتد ... [illegible] ... اسلامی ممالک ... [illegible] ... مرزائیوں کی سرگرمیوں ... [illegible]

(۴) ... تحفظ ختم نبوت ... [illegible] ... حکومت پاکستان ... [illegible] ... مرزائی ... [illegible]

(۵) آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ... [illegible] ... پاکستان ... [illegible] ... حکومت قائم کرنا چاہتی ہے ... [illegible]

... [illegible] ... تحقیقاتی کمیشن مقرر کرے ... مجلس تحفظ ختم نبوت ... [illegible]

(۶) ... [illegible] ... مرزائی ... [illegible] ... حکومت ... [illegible] ... اسلام ... [illegible]

(۷) یہ اجلاس مرزائیوں کی ... [illegible] ... مرزائی ... [illegible] ... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... حکومت ... [illegible] ... اقلیت قرار دے۔

(۸) ... [illegible]

حضرت مولانا محمد ابراہیم کی وفات
سپاس تعزیت

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اپنے ذاتی علم و فضل اور دارالعلوم دیوبند کی صدارت تدریس کی وجہ سے ہمہ گیر شخصیت تھی اس لئے تعزیت ناموں اور مجالس تعزیت و ایصال ثواب کا سلسلہ بھی ہمہ گیر طریقہ پر ہوا۔ مدارس دینیہ انجمنوں اور عام اسلامی اداروں نے حضرت مرحوم کے وصال پر ہمہ گیر رنج و غم کا اظہار فرمایا، اس ہمہ گیر غم پر ہمہ گیر تعزیت و تسلی دلانے ... [illegible] ... دارالعلوم دیوبند کے لئے وجہ تسلی اور موجب طمانیت ہو سکتی تھی ... [illegible] ... اہل علم و فضل ... مدارس دینیہ اور سربراہان ادارات کے کلمات تعزیت تمام خدام دارالعلوم اور اس کے کارکنوں کے لئے وجہ تعزیت و تسلی ثابت ہوئے، حق تعالیٰ ان تمام حضرات کو جو علم و فضل ... [illegible] ... جزائے خیر عطا فرمائے۔

چونکہ تعزیت نامے اور ... [illegible] ... موصول ہوئے ... [illegible]

... [illegible] ... اور تمام خدام دارالعلوم ... [illegible] ... حضرات اساتذہ اور کارکنان دارالعلوم ... [illegible] ... اخبارات ... [illegible] ... اس شدید حادثہ ... [illegible] ... خدام دارالعلوم ... [illegible] ... اظہار فرمایا ... [illegible] ... بزرگوں ... جزاہم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء ... [illegible] ... دارالعلوم میں ... [illegible] ... تعزیت ... [illegible] ... بھی کی جا رہی ہیں۔

(حضرت مولانا) محمد طیب (صاحب)

مہتمم دارالعلوم دیوبند

(بقیہ) داعی الی اللہ کی صفات

میں چند ساتھیوں کے ساتھ ... [illegible] ... پر گفتگو کر رہا تھا کہ ایک صاحب ... [illegible] ... کیا آپ لوگ (الاخوان المسلمون) ... [illegible] ... سیاسی ... [illegible] ... دعوت و تبلیغ ... [illegible]

اس محدود طریق فکر سے مجھے ... [illegible] ... الاخوان ... [illegible] ... لوگوں کو ... [illegible] ... حقیقت ... [illegible] ... یہ کہنا تو درست ... [illegible] ... سیاسی ... [illegible] ... یہ چیز ... [illegible] ... دعوتیں اور پارٹیاں ... [illegible] ... ان کے پیش نظر صرف ... [illegible] ... الحمد للہ ... [illegible] ... حاصل ہوتی ... [illegible]

... [illegible] ... صداقت ... [illegible] ... (بقیہ آئندہ)

اعلان داخلہ

جامعہ محمدیہ ... [illegible] ... امسال ... [illegible] ... کا آغاز ہو رہا ہے ... [illegible] ... مولانا ... [illegible] ... جامعہ سلفیہ ... [illegible] ... شعبہ حفظ القرآن ... [illegible] ... صاحب ... تعلیمی ... [illegible] ... علوم دینیہ ... [illegible] ... ۲۸ ... تک تشریف لا سکتے ہیں ... [illegible] ... اپنے علاقہ کے ... [illegible] ... امیر یا عالم دین ... [illegible] ... سرٹیفکیٹ ہمراہ لاویں ... [illegible] ... اور قیام کا انتظام مدرسہ کی طرف سے ہوگا۔

المعلن: امیر انجمن اہل حدیث ... [illegible]

مرض تبخیر معدہ یا گیسٹرک ٹربل

علامات مرض ... [illegible] ... معدہ ... [illegible] ... دماغ ... [illegible] ...

[illegible]

بقیہ صفحہ (مسلمانوں کی اصل اساس پاکیزہ روح اور مضبوط ایمان ہے)

[illegible] قوت سے ٹکرا سکتے ہم اسلامی معاشرہ کا ہاتھ پکڑیں [illegible] ہے فتنہ پرور ہاتھوں کے اشاروں پر حرکت کر رہا ہے اور ان کی [illegible] بنا ہوا ہے ان لوگوں نے اسے صرف ایک گیند سمجھ لیا ہے جسے ادھر ادھر پھینکتے رہنا اور اس سے کھیلتے رہنا ان کا مشغلہ بن چکا ہے۔ اس تمام معاشرہ کی قیادت اپنے ذمہ لو اور علمی و روحانی قوتوں، اور اپنے راسخ ایمان و عقیدہ سے اسے حیات نو کا پیغام دیجئے اسے صالح [illegible] غذا کی ضرورت ہے جس کے ذمہ دار آپ ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ تقریباً ہر دور میں جب بھی اسلامی معاشرہ ضلالت کی راہ چل پڑا تو انہوں نے علماء سے شاہراہ ہدایت پر لا کھڑا کیا اور ضعف و ناتوانی کے بعد دوبارہ اسے قوت بخشی اور صالح و قوت بخش غذا فراہم کی ہے۔ ہر دور میں علماء کی یہی شان رہی ہے۔ یہی ان کا [illegible] یہی ان کا شعار و فریضہ تھا [illegible]

اصل اساس پاکیزہ روح

[illegible] آپ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم مسجد کے قرب و جوار کی سعادت آپ کو حاصل ہے۔ وہ [illegible] نور کی شعاعیں متواتر ہوتی ہیں [illegible]

سے پورا عالم منور ہو گیا آپ یہاں یہ عہد کر لیجئے کہ آپ اپنے وجود اپنی ذہنی و فکری صلاحیتوں اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی علم و ذہانت اور عزم و ولولہ آپ کو عطا فرمایا ہے وہ سب صرف خدمت دین اور علم کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گے یہی وہ اصل و اساس [illegible] پاکیزہ روح ہے جس کے بغیر کسی صالح معاشرہ کی تعمیر نا ممکن ہے اور اسلامی معاشرہ اس وقت آپ سے اسی خدمت کا طالب ہے اور یہی وہ اہم فریضہ ہے جو آپ پر عائد ہوتا ہے۔

تقریر کے بعد شیخ بہجت نے مولانا سے دریافت کیا کہ کیا آپ ان اسباب و عوامل پر روشنی ڈالیں گے جن کی بنا پر اسلاف میں قوت عمل بیدار رہتی تھی اور وہ ناقابل فراموش خدمات جلیلہ سے عہدہ برآ ہوتے تھے۔ مولانا نے اس پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

[illegible] دلوں میں قوت ایمان موجود تھی [illegible] حرارت ایمانی ان کے لئے بے پناہ توانائی کا منبع ثابت ہوتی تھی۔ جیسا کہ میں [illegible] جامعہ اسلامیہ میں اپنی سبق تقریر [illegible] کی مشنری کی مثال اور ابن تیمیہ اور امام احمد بن حنبل کے سبق و تفاصیل بیان کرتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ [illegible] وہ اپنے دلوں کو ذکر الٰہی [illegible] اور ادو وظائف سے قوت پہنچاتے اور اپنی قوت ایمانی [illegible] میں عبادت

پیدا کرتے تھے۔ مثال کے طور پر ابن تیمیہ ہی کو لیجئے وہ کہتے ہیں ان لم اغتد وتلك اذا لم اتغد بها تضعف قواي ولا استطيع ان اعمل شيئاً یعنی میری روحانی [illegible] کی ایک مقرر غذا ہے اگر وہ مجھے نہ ملے تو میری قوتیں جواب دے دیتی ہیں اور پھر میں کچھ کرنے کے قابل نہیں رہتا اور [illegible] دیکھا ہی [illegible] کہ ان کی صبح کی یہ غذا [illegible] دراصل ان کا ذکر [illegible] مسجد میں [illegible] وہ ذکر اذکار و مختلف اوراد و وظائف میں مصروف رہتے۔ دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو کسی آیت میں اشکال پیش آتا تو وہ آبادی سے دور کسی ویران مسجد میں چلے جاتے اور سجدہ کی حالت میں پیشانی کو خاک آلود کرتے جاتے اور کہتے جاتے "یا معلم ابراہیم علمنی" یہاں تک کہ وہ اشکال رفع ہو جاتا۔ یہ تھا ہمارے اسلاف کا شیوہ اور [illegible] ان کی راتیں حالت قیام میں گزرتیں اور دن حالت صیام میں۔ ان کا اللہ تعالیٰ سے خصوصی معاملہ تھا۔ ان کی [illegible] مصروفیات دن کی بہ نسبت بہت مختلف ہوتیں۔ دن میں تو آپ انہیں تصنیف و تالیف اور کتابوں میں غرق پائیں گے لیکن رات کو وہ کسی محراب میں اور [illegible] کرتے ہوئے سربسجود نظر آتے تھے [illegible] کسی عظیم کام سے [illegible] عمل میں ہم اور عزم و [illegible] ہمت کا [illegible] تجربہ [illegible] وہ [illegible] سے وہ قوت ملتی [illegible]

ہوتے۔ [illegible] جو اب [illegible] اور [illegible] کا نتیجہ ہوتے۔

لہٰذا ایسی صورت میں جبکہ میں اس روح پرور فضا میں سانس لینے کا موقع ملا ہے جو آپ کو حاصل ہے ہم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے خصوصاً جبکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں ہوں اور آپ کی عظیم مسجد کے سایہ میں چند لمحے گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے کہ ہم نماز کی ادائیگی اس کی اسپرٹ اور حقیقت اور اس کی سنن و آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے کریں ہماری عبادات [illegible] اوقات اور تمام روحانی [illegible] مصروفیات اسلاف کے طرز عمل [illegible] اگر ہم نے ایسا [illegible] تو [illegible] اور قیام کو [illegible] مشعل [illegible] بن سکتے ہیں جو ساری دنیا کو اب بھی روشن کر سکتی ہے۔

عزیز و! یہ آپ کے لئے نہایت زریں اور بابرکت موقع ہے جو آپ کو نوازا گیا ہے اور جو کبھی دوبارہ زندگی میں میسر ہونے والا نہیں، لہٰذا اس کو غنیمت سمجھئے اور اس زریں موقع اور مقدس سرزمین سے کما حقہ استفادہ کیجئے۔ اس وقت آپ کے وجود میں [illegible] جو حشر [illegible] دیا جاتا ہے [illegible] ہے اور [illegible] مدینہ منورہ جیسی [illegible] زیادہ زریں موقع کا تصور ہمارے لئے ممکن ہے؟

★

کے وہ گرویدہ درباریوں یا امراء میں تو وہ اپنے ہزار قسم دولت سے جلتے اور [illegible] میں برابر صرف [illegible] یہاں تک کہ دستر خوان ترتیب دیا جاتا [illegible] طرح انہوں نے کوئی تین سو کتابیں تصنیف کیں حالانکہ وہ ایک بڑی ریاست کے نواب تھے [illegible] حال [illegible] مولانا عبدالحی [illegible] کا تھا جن کا شمار اکابر علماء احناف میں ہوتا ہے اور جو سب سے بڑے مصنفین میں ہیں ان کی کتابوں کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے اسی طرح بعض ایسے علماء بھی پائے جاتے ہیں کہ کتابوں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ میرے محترم معجم المصنفین میں نے ان سے ملاقات کی ہے اور ان کی صحبت سے استفادہ بھی کیا ہے میری مراد علامہ محمود الحسن سے ہے جن کی وفات معجم المصنفین کی تالیف کے بعد ہوئی یہ کتاب کوئی چھ ہزار صفحات اور چالیس جلدوں پر مشتمل ہے اور ان تراجم کی تعداد بیس ہزار تک پہنچتی ہے جو اس میں مذکور ہیں۔ میں نے [illegible]

[illegible] کے پاس [illegible] ہیں [illegible] قوم کا [illegible] نہیں۔ اس کے پاس [illegible] قوت حرب، ساز و سامان [illegible] اور [illegible] یہی اس کے لئے [illegible] ممکن ہے۔ میرے بھائیو! آپ [illegible] کیا آپ کی [illegible] تعداد معلوم ہے کیا آپ کے درمیان [illegible] ابن تیمیہ [illegible] کوئی شخصیت ہے [illegible] اور علماء موجود ہیں جنہیں دنیا و مافیہا سے کوئی تعلق نہ ہو۔ ہمارے اسلاف اعلیٰ سے الگ تھلگ رہتے تھے انہیں کوئی فکر تھا تو [illegible] سمجھنا چاہئے کہ وہ [illegible] تھے کہ ہم لوگ [illegible] تھے اور اس دنیا سے بالکل بے خبر [illegible] ہرگز نہیں ایسا [illegible] اسلام اور [illegible] علم [illegible] انہوں نے [illegible] کتابیں اور اس میں [illegible] پیدا کیا [illegible] تصنیف و تالیف کی [illegible] نام [illegible]